Fikr-o-Nasar (Islamabad) 40-41:4,1 (2003)

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی ارمغانِ علمی

'خطبات بہاولپور'

ڈاکٹر محمد عبداللہ ☆

خُطبَۃُ اور خِطبَۃُ کا مادہ خ۔ط۔ب' ہے خُطبَۃُ (جمع خطباء و خطب) وعظ، نصیحت اور عمومی مسائل پر گفتگو کیلئے خاص رہا جبکہ خِطبَۃُ پیغام نکاح کے لئے مخصوص ہوا۔ لسان العرب میں ہے اِنَّ الخُطبَۃَ عندالعرب 'الکلام المنثور المسجّع اہل عرب کے ہاں یہ مسجّع نثر ہے' کہ سامعین پر اثر انداز ہونے کا ذریعہ ہے [۱] تاہم عربی محاورہ میں خطبہ کے لئے محاضرۃ (جمع محاضرات) کا لفظ بھی استعمال ہوتاہے۔ انگریزی زبان میں بالعموم Lecture (جمع Lectures) کا لفظ مستعمل ہے۔ خطبات کسی ایک موضوع یا متنوع موضوعات پر مختصر یا طویل گفتگو کو کہتے ہیں جو بالعموم فی البدیہہ ہوتی ہے تاہم تحریری طور پر' بہ اہتمام پیش کرنے کا رجحان بھی پایا جاتا ہے۔

انسانی تاریخ و تہذیب میں خطبہ' وعظ' تقریر اور بیان کی روایات نہایت قدیم ہیں اور افکار و خیالات کی ترجمانی کا اوّلین ذریعہ ہیں۔ قرآن حکیم نے مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے ارشادات و خطبات کو جابجا نقل کیا ہے۔ مسیحی ادب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے 'پہاڑی کے وعظ' کو خاص اہمیت حاصل ہے۔[۲] جبکہ ہندومت کے کلامی ادب میں 'اُپنشد' دانش وروں اور رشیوں کے ۱۳ خطبات کا معروف مجموعہ ہے [۳] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتی زندگی میں بعض مواعظ و خطبات خصوصی اہمیت کے حامل ہیں ان میں کوہ صفا پر' طائف میں' بیعت عقبہ اولیٰ و ثانیہ اور فتح مکہ کے مواقع پر' جبکہ خطبہ حجۃ الوداع تو عالم گیر سطح پر شہرت و امتیاز کا حامل ہے [۴] اسلام سے قبل خطبات کی شعر سے کم سہی لیکن بڑی اہمیت تھی کہ خطباء قوم کو جوش دلانے' غیرت پیدا کرنے اور دشمنوں کے مقابل آنے پر برانگیختہ کرتے تھے اسی لئے ان زبان آوروں کی بڑی قدر و منزلت تھی کہ بدوی اور قبائلی زندگی میں قومی حمیّت کی پاسداری کا یہ بہت بڑا ذریعہ تھے۔

تاریخ اسلام میں بھی ایسی مقتدر اور باثر شخصیات گذری ہیں جنھوں نے اپنی دانش' اعلیٰ افکار و خیالات

☆ لیکچرار' ادارہ علوم اسلامیہ' پنجاب یونیورسٹی، لاہور

DMHL

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

خطبات کی شکل میں منتقل کیے اور یہ خطبات آج بھی تاریخ میں ایک یادگار کی حیثیت رکھتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں مدراس کی جنوبی ہند کی اسلامی تعلیمی انجمن (South Indian Muslim Educational Society, Madras) اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ اس کی مجلس برائے مدراس خطبات اسلام (Committe of Madras Lectures in Islam) نے کئی اہل علم اور دانشوروں کو اپنے ہاں مدعو کیا اور فکری، روحانی، عمرانی اور تہذیبی اور علمی پہلوؤں پر یادگاری خطبات کا اہتمام کرایا۔ ان میں معروف نو مسلم محمد مارماڈیوک پکتھال کے آٹھ خطبات The Cultural Side of Islam (۶) پر ۱۹۲۷ء میں سید سلیمان ندویؒ کے ۱۹۲۵ء میں سیرت پاک کے تقابلی مطالعے پر آٹھ خطبات جو خطباتِ مدراس (۷) ہی کے نام سے اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے ۱۹۲۹ء میں چھ خطبات Reconstruction of Religious Thought in Islam کے نام سے دیئے جن کا اردو ترجمہ تشکیل جدید الہیات اسلامیہ (۸) کے نام سے موسوم ہے تاہم یہ سلسلہ زیادہ عرصہ قائم نہ رکھا جا سکا۔ پاکستان میں اس شاندار علمی روایات کا تسلسل 'خطباتِ بہاولپور کی صورت میں نظر آتا ہے۔ جو شہرت اور مقبولیت میں مذکورہ خطبات کے ہم پلہ ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ اور توسیعی خطبات:

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ (۱۹۰۸ء -- ۲۰۰۲ء) کی علمی خدمات کا ایک پہلو ان کے توسیعی خطبات (Extention Lectures) ہیں جو اپنے موضوع پر وسیع، متنوع، مستند اور وقیع اسلامی معلومات فراہم کرتے ہیں ان کے توسیعی خطبات کا سلسلہ بیسویں صدی کی تیسری دھائی سے شروع ہوا اور صدی کے آخر تک جاری رہا۔

حیدر آباد کے زمانہ قیام میں عہد نبویؐ کے مختلف موضوعات پر حیدر آباد، ہندوستان اور فرانس میں ان کے خطبات قدر منزلت حاصل کر چکے تھے۔ مثلاً ۱۹۳۵ء میں سوربون (Sorbonne) پیرس (فرانس) میں ان کا خطبہ یادگار تھا، جس میں انہوں نے یہ ثابت کیا تھا کہ آغازِ اسلام کے وقت پورے جزیرہ ہائے عرب میں ایک معاشی وفاق قائم ہو چکا تھا'۔ ۱۹۴۰ء میں مدراس یونیورسٹی میں ایک وقیع خطبہ 'جدید بین الاقوامی قانون کی تاریخ میں اسلام کا مقام' کے عنوان پر دیا تھا۔

فرانس سکونت اختیار کرنے کے بعد ان کے توسیعی خطبات کا سلسلہ وسیع ہوا۔ فرانس کی جامعات، اداروں اور تنظیموں کے علاوہ پاکستان، ترکی، عرب اور یورپی ممالک میں ان کے خطبات دلچسپی سے سنے جاتے تھے۔ ترکی میں ہر سال وہ تین ماہ گذارتے اور وہاں کی یونیورسٹیوں میں لیکچر دیتے ان کی

حیثیت وزیٹنگ پروفیسر کی ہوتی۔ عالم اسلام کے لئے ان کا مقام گشتی معلم کا تھا۔ ان کے خطبات میں سب سے مشہور سلسلہ خطبات بہاول پور کا ہے جو اسی نام سے شائع ہوا۔ (۹)

ڈاکٹر حمید اللہؒ کی پاکستان میں قدرشناسی ...... ؟

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے دل میں نوزائیدہ مملکت کے لئے بڑی قدرومنزلت تھی اور وہ نظریہ اسلام پر قائم ہونے والی اس مملکت سے بڑی توقعات رکھتے تھے۔ یہ محض دلی جذبات کی حد تک ہی نہیں وہ عملاً اس کی تعمیروتشکیل' قانون سازی کے لئے بہت کچھ کرنے کا جذبہ رکھتے تھے اسی غرض کے لئے انہوں نے تقسیم کے بعد مستقل قیام کا ارادہ پاکستان میں کیا اور بہت سی تمنائیں اور آرزوئیں لئے پاکستان آئے مگر ان کے کمال علم و ہنر اور جذب و شوق کی قدر افزائی نہ کی گئی اور افسر شاہی نے ان کی راہ میں روڑے اٹکائے اس صورت حال سے بددل ہو کر انہوں نے مستقل طور پر پیرس میں قیام کا فیصلہ کر لیا چنانچہ جسٹس (ر) جاوید اقبال نے اپنی خود نوشت میں انکشاف کیا ہے کہ ۱۹۶۲ء میں صدر ایوب خان کے کہنے پر وہ ڈاکٹر حمید اللہؒ سے ملنے پیرس گئے تاکہ وہ پاکستان میں اسلامی مشاورتی کونسل کے چیئرمین کی ذمہ داریاں سنبھالنے کیلئے پاکستان تشریف لائیں مگر ڈاکٹر حمید اللہؒ نے پاکستان آنے سے صاف انکار کر دیا جاوید اقبال نے ڈاکٹر حمیداللہؒ مرحوم کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

''......میں حیدر آباد دکن سے نکلا تھا تو پہلے پاکستان ہی آیا تھا مگر یہاں کی یونیورسٹیوں کے باسیوں نے مجھے آباد ہونے نہیں دیا''۔ (۱۰)

ڈاکٹر سید رضوان علی ندویؒ بھی اسی سلسلے میں رقم طراز ہیں:

''مجھے یاد ہے کہ میں نے پیرس میں ڈاکٹر صاحب سے ستمبر ۱۹۶۰ء میں اپنی اس پہلی ملاقات میں پوچھا تھا کہ آپ پاکستان میں کیوں مقیم نہ رہے؟ یاد رہے کہ پاکستان بننے کے بعد ڈاکٹر صاحب فوراً ہی غالباً ۱۹۴۸ء میں یہاں آگئے تھے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے آئی سی ایس بیوروکریٹس یعنی طبقہ افسران نے ایک عظیم عالم کی قدر نہیں کی اور ان کو کام کرنے کی سہولتیں مہیا نہیں کیں سو وہ بددل ہو کر پیرس چلے گئے جہاں ان کے علم کی قدر کی گئی اور وہ اطمینان سے ایک مہاجر کی زندگی گذارتے رہے بلکہ بعد کو بھی پاکستان میں ان کی قدر نہیں کی گئی جبکہ ترکی میں وہ پیرس سے برسوں بحیثیت وزیٹنگ پروفیسر انقرہ اور پھر ارض روم وغیرہ کی یونیورسٹیوں میں جاتے رہے۔

مرحوم و شہید ضیاء الحق صاحب نے ان کو بہاولپور کی یونیورسٹی میں بلایا۔ اور یہاں ان کے

خطبات بہاولپور کافی مشہور ہوئے۔ مگر افسوس کہ اسلام آباد کی انٹرنیشنل یونیورسٹی نے ان کا خیر مقدم نہیں کیا، اگر شروع ہی سے ایک ازہری عالم کی بجائے ڈاکٹر موصوف کو اس یونیورسٹی کا وائس چانسلر بنایا جاتا تو یہاں اب تک کافی تحقیقی کام ہوچکا ہوتا۔ [(۱۱)]

اگرچہ ۱۹۶۶ء میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر حمید احمد خان نے اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی مسند صدارت پیش کرتے ہوئے خط تحریر کیا [(۱۲)] مگر ڈاکٹر حمید اللہؒ نے یہ کہتے ہوئے معذرت کر لی کہ استانبول یونیورسٹی کے ساتھ وہ پانچ سال کا معاہدہ کرچکے ہیں اور انتظامی امور کا تجربہ نہ ہے جہاں تک علمی تعاون کا تعلق ہے اس کے لئے تیار ہوں۔ [(۱۳)] اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے مذکورہ ادارہ سے اوّل تا آخر بھرپور علمی تعاون کیا۔ [(۱۴)]

اگرچہ بہت ہی تاخیر سے اہل پاکستان نے ان کی قدر شناسی کی اور ان کے علمی مقام کو پہچانا اور عزت و تکریم سے نوازا چنانچہ جب بھی اہل پاکستان کی طرف سے علمی تعاون اور عملی خدمت کی بات آئی تو ڈاکٹر حمید اللہؒ نے روایتی فیاضی اور عالمانہ شان کے جذبے کے تحت لبیک کہا جس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ [(۱۵)]

خطبات بہاولپور کا پس منظر:

یہ خطبات جامعہ اسلامیہ (جامعہ عباسیہ : ۱۹۲۵ء) بہاولپور میں ۸ تا ۲۰ مارچ ۱۹۸۰ء منعقد ہوئے اور اس کا اہتمام حکومت پاکستان کی اجازت و سرپرستی سے اس وقت کے وائس چانسلر پروفیسر عبدالقیوم قریشی نے کیا۔ اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو پروفیسر عبدالقیوم قریشی اہل وطن کی مبارک باد کے مستحق اور محسن ہیں کہ انہوں نے عالم اسلام کی ایک ممتاز اور نامور شخصیت کو پاکستان بلا کر اسلام کے تمام پہلوؤں پر ان کی بصیرت انگیز گفتگو کو ٹیپ میں محفوظ کر لیا اور جامعہ اسلامیہ بہاولپور کی شہرت کو بھی چار چاند لگ گئے۔

جب پروفیسر موصوف ۱۹۷۸ء میں جامعہ اسلامیہ کے وائس چانسلر کے عہدے پر تفویض ہوئے تو انہوں نے ایسے ارباب علم وفضل کی تلاش شروع کی جو ان کے خیال میں اس نوزائیدہ دانش گاہ کو علمی بنیادوں پر استوار کرسکیں چنانچہ ان کا رابطہ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ سے ہوا۔ انہوں نے ڈاکٹر موصوف کو مسند سیرۃ کی پیشکش کی اور لکھا کہ اگر آپ ہماری پیش کش کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے متعدد شعبہ جات کو اپنی سرپرستی میں چند سالوں کے اندر منظّم کر جائیں اور اپنے جذب و شوق سے ہمارے نوجوانوں کو متاثر کرتے ہوئے ان کے دلوں میں مطالعہ تحقیق کی ایسی لگن پیدا کردیں کہ وہ آپ کے علمی کام کو

آگے بڑھانے کے قابل ہو جائیں تو یہ آپ کا ہم پر اور ہماری آئندہ نسلوں پر بڑا احسان ہوگا۔

اس مراسلت کے جواب میں ڈاکٹر موصوف نے علم دوست جواب دیا اور پیش کش کا شکریہ ادا کیا اور معذرت پیش کی کہ وہ فرانس کے قوانین کے پابند ہیں اس لئے پانچ ماہ سے زائد ملک سے باہر رہنے کی اجازت نہیں اس لئے پاکستان میں طویل قیام ممکن نہیں البتہ اس جذبہ کی قدر کرتے ہوئے لکھا: سیرت پاک پر مہینے پندرہ دن کا سلسلہ تقاریر یا سلسلہ درس خوش گوار موسم میں ممکن ہے۔ چنانچہ اس طویل مراسلت کے بعد مارچ ۱۹۸۰ء میں دو ہفتوں کی لیکچر سیریز (خطبات) کا پروگرام طے پایا۔ اس پروگرام اور عنوانات کا خاکہ خود ڈاکٹر صاحب نے تجویز فرمایا تھا کہ ۸ مارچ تا ۲۰ مارچ سوائے ایک جمعہ کے ہر روز یونیورسٹی کے غلام محمد گھوٹوی ہال میں عصر تا مغرب لیکچر ہوتا اور نماز مغرب تا عشاء سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہتا۔ (۱۶)

خطبات بہاولپور کی اشاعت و مقبولیت:

خطبات بہاولپور کی اوّلین اشاعت پندرھویں صدی ہجری کے آغاز و استقبال کے موقع پر بحساب سن عیسوی اپریل ۱۹۸۱ء میں عمل میں لائی گئی اور اسے یونیورسٹی کے مجلّہ 'مفکر' کی اشاعت خصوصی کے طور پر پیش کیا گیا۔ پہلی اشاعت سادہ کاغذ اور ٹائپ کی لکھائی پر مشتمل تھی تاہم آئندہ برس طلباء کے لئے اسی کا ستا ایڈیشن بھی شائع کیا گیا۔ پہلی اشاعت میں خطبات کا تعارف رئیس جامعہ پروفیسر عبدالقیوم قریشی نے کرایا تھا تاہم مذکورہ خطبات میں نہ حواشی کا اہتمام تھا اور نہ اشاریہ کا بلکہ آخر میں جامعہ اسلامیہ کا مجوزہ منصوبہ بالتفصیل پیش کیا گیا۔ (۱۷)

مذکورہ خطبات کا عمدہ ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی نے اسلام آباد سے شائع کیا جب پروفیسر عبدالقیوم کا تقرر بہاولپور سے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں ہوا تو انہیں خیال ہوا کہ اس کا جدید ایڈیشن اسلام آباد سے شائع کیا جائے چنانچہ اس غرض کے لئے پروفیسر موصوف نے ایک مطبوعہ نسخہ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کو ضروری تصحیح اور ترامیم کی غرض سے ارسال کیا۔ چند ہی ماہ بعد ڈاکٹر موصوف نے نظر ثانی شدہ نسخہ ان الفاظ کے ساتھ 'نسخہ مصححہ مؤلف محمد حمید اللہؒ' واپس کردیا۔ چنانچہ خطبات کو شایان شان طریقے سے' عمدہ کاغذ پر طبع کرایا اس اشاعت پر ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد بجا طور پر مبارک باد کا مستحق ہے اور خطبات کی شہرت و اشاعت میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ اس اشاعت کی خاص بات یہ تھی کہ مولف نے ہر خطبہ کو پیراگراف کی شکل میں تقسیم کرکے ترتیب وار نمبر دے دیئے تھے آخر میں اشاریہ کا بھی اضافہ کر دیا گیا تھا اور اشاریہ میں نمبر صفحات کے لئے نہیں بلکہ

پیراگراف کے دیئے گئے تاکہ نئی طباعت سے فرق نہ پڑے، کہیں کہیں توضیحی حواشی اور نقشہ جات کا بھی اہتمام کردیا گیا تھا۔ اس اشاعت کے موقع پر ڈاکٹر محمد حمیداللہؒ نے پیش لفظ میں ان خیالات کا اظہار کیا:

> ''اللہ کی عنایتیں بے پایاں ہیں۔ ان کا شکر کسی طرح ادا نہیں ہو سکتا۔ بہاولپور کی جامعہ اسلامیہ نے مجھے نوازا اور مجھ گمنام بلکہ بدنام کو ربیع الاوّل ۱۴۰۰ھ میں بارہ خطبات اہل علم وفضل کے سامنے دینے کی دعوت دی۔ یہ میرے لئے ''**فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا**'' بنے **وللّٰه الحمد** خطبات برجستہ تھے جو کہ نفیس طباعت کے ساتھ ۱۴۰۱ھ میں چھاپے گئے۔ انتظامی دشواریوں سے میں ان مدونہ اوراق کی جانچ نہ کرسکا پھر ۱۴۰۲ھ میں مکرر من وعن چھاپے گئے۔ اب تیسری اشاعت کے وقت مجھے پہلی بار موقع ملا ہے کہ زبانی تقریروں کو جس طرح تحریری صورت دی گئی تھی اس پر نظر ڈال سکوں۔ اور جہاں میری مراد کو سمجھنے میں مدون صاحب سے غلطی ہوگئی تھی اسے درست کرسکوں۔ اپنی غلطیاں اور کوتاہیاں تو میں دور نہ کرسکوں گا لیکن میرے الفاظ اور تعین میں جو سہو ہوا تھا تو اس کی اصلاح کر دی گئی ہے۔ وللہ الحمد یہ اب گویا پہلا مستند ایڈیشن ہے۔ حوالے تو یہاں نہیں دیئے جاسکے لیکن بیانات کا اب میں ذمہ دار ہوں''۔ (۱۸)

اسی پیش لفظ میں ڈاکٹر حمید اللہؒ نے خطبات کا نصف حصہ چھاپنے پر لاہور کے ناشر کے بارے میں ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

جبکہ طبع رابع کے پیش لفظ میں ڈاکٹر حمید اللہؒ نے مختصر تاثرات تحریر کئے جن میں لکھا: وقت تو نہیں ہے ساری کتاب پر خود اطمینان سے ایک نظر ڈال سکوں۔ لیکن بعض کرم فرماؤں کی نظر میں آئی ہوئی پچاس طباعتی یا اسلوبی فروگذاشتوں کو درست کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ (۱۹)

ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد نے اب تک آٹھ ایڈیشن ۱۹۸۵ء تا ۲۰۰۲ء تک طبع کئے ہیں۔ ۲۰۰۱ء سے ٹائپ کی جگہ کمپیوٹر کی لکھائی نے لے لی ہے جس سے خطبات کا حسن دوچند ہوگیا ہے۔ بلا شبہ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کی مذکورہ اشاعتوں نے اردو دان طبقہ کے ہر خاص و عام تک پہنچانے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

پاکستان کے علاوہ ہندوستان سے خطبات کی اشاعت نئی دھلی سے ۱۹۹۷ء میں اسلامک بک فاؤنڈیشن کے تعاون سے عمل میں آئی۔ دھلی یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد فاروقی نے پیش لفظ لکھا ہے جس میں ڈاکٹر حمید اللہؒ کی شخصیت اور خطبات کے بعض امتیازی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ (۲۰)

خطبات بہاولپور کو انگریزی خواں طبقہ تک پہنچانے کے لئے اس کا انگریزی ترجمہ ڈاکٹر افضل اقبال نے The Emergence of Islam کے نام سے کیا ہے جو اسلوب و بیان کے اعتبار سے خوب ہے اور ادارہ تحقیقات اسلامی نے دعوۃ اکیڈمی کے اشتراک کے ساتھ عمدہ طریقے سے شائع کیا ہے۔ (۲۱)

خطبات کے مباحث پر ایک نظر:

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے جن بارہ خطبات کو موضوع سخن بنایا ہے ان کی ترتیب و انتخاب خود ڈاکٹر موصوف کی مقرر کردہ ہے۔ ان خطبات کا سرسری نظر سے جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلام کے نظام حیات کے ہر پہلو کا خوبصورت انداز میں احاطہ کیا گیا ہے۔ پروفیسر عبدالقیوم قریشی کے بقول 'فاضل مقرر نے اپنے تحقیقی مطالعہ کی بدولت ہر موضوع پر اس طرح روشنی ڈالی ہے کہ دین اسلام اور اس کے اجتماعی نظام کا ایک واضح تصور ذہن پر چھا جاتا ہے'۔ اور ڈاکٹر نثار احمد فاروقی کے مطابق ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے ان خطبات میں نہایت سہولت اور پورے اعتماد کے ساتھ ایسے نکتے بھی بیان کر دیئے ہیں جو سال ہا سال کی تحقیق اور مطالعے کے بعد روشن ہوتے ہیں۔ ذیل میں خطبات کے مباحث پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

پہلے خطبے میں تاریخ قرآن مجید پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن مجید کی تدوین اور حفاظت کی توضیح تاریخی اور تقابلی طور پر کی ہے۔ قرآن کریم کے متن کے صحت اور حفاظت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب ہمیں معلوم ہو کہ دوسرے آسمانی صحیفوں میں راویات کے تقریباً دو لاکھ اختلافات ان صحائف کے عالموں نے تسلیم کیے ہیں۔ (۲۲)

دوسرے خطبہ 'تاریخ حدیث شریف' میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس مفروضے پر کہ تدوین حدیث دو سو یا تین سو سالوں کے بعد کا منظر ہے' پر بے شمار شواہد و ثبوت مستند تاریخی ماخذ سے پیش کئے ہیں جن سے انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔ تدوین حدیث کے ضمن میں ڈاکٹر موصوف نے دو حوالوں سے روشنی ڈالی ہے ایک سرکاری مراسلے اور دوسرے صحابہ کرامؓ کا آپ کے قول وفعل کو اکٹھا کرنا۔ (۲۳)

تیسرے خطبہ 'تاریخ فقہ' میں فاضل مقرر نے واضح کیا ہے فقہ (قانون اسلامی) مسلمانوں کا ہی امتیاز ہے اسلامی قانون میں جو وسعت اور ہمہ گیری ہے وہ رومی قانون میں نہیں علاوہ ازیں اس قانون سازی میں جو آزادی برتی گئی ہے اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی (۲۴)

چوتھے خطبہ 'تاریخ اصول فقہ و اجتہاد' پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں 'مسلمانوں کا سب سے بڑا

کارنامہ غالبًا اصول فقہ کا ہے۔ مسلمانوں سے پہلے بھی دنیا میں قانون موجود تھا لیکن اصول فقہ جیسی چیز دنیا میں کہیں نہیں ملتی اور آج بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک امتیازی اضافہ ہے جس کی بدولت علم قانون کی ایک بڑی کمی پوری ہوگئی ہے۔ (۲۵)

پانچویں خطبہ 'اسلامی قانون بین الممالک' پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں 'جس طرح اصول فقہ پر مسلمان فخر کر سکتے ہیں اسی طرح قانون بین الممالک بھی ایسا علم ہے جو مسلمانوں کا ہی رہین منت ہے اور مسلمانوں نے ہی سب سے پہلے اس کو وجود بخشا (۲۶) اس خطبے میں مستشرقین کے اس روایتی اعتراض کا بھی تجزیہ کیا ہے کہ اسلامی قانون رومی قانون سے ماخوذ ہے' فاضل مقرر نے تاریخی شواہد سے ثابت کیا ہے رومی قانون لاطینی زبان میں تھا اور اسلامی فقہاء میں اس زبان سے کوئی واقف نہ تھا اس لئے استفادہ ممکن ہی نہ تھا۔ (۲۷)

چھٹے خطبہ 'دین (عقائد' عبادات' تصوف) میں حدیث جبرئیل سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں تین چیزوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ ایمان کیا چیز ہے؟ اسلام کیا چیز ہے؟ احسان کیا چیز ہے؟ انہیں تین باتوں کو الفاظ دیگر عقائد، عبادات اور تصوف کہا جا سکتا ہے۔ (۲۸)

ساتویں خطبہ 'عہد نبوی میں مملکت اور نظم و نسق میں ڈاکٹر حمید اللہؒ نے مستند تاریخی حقائق کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے۔ جس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس وقت مکہ کی چند خصوصیتیں ہمیں حیرت انگیز نظر آتی ہیں۔ وہ یہ کہ مکہ نہ صرف مال دار اور تجارتی شہر تھا بلکہ ساتھ ساتھ اس کے نظم و نسق کے لئے ایک حکومت بھی پائی جاتی تھی۔ جس میں بارہ وزیر ہوا کرتے تھے۔ (۲۹) مدینہ میں مملکت کے قیام سے متعلق فرماتے ہیں۔ شہر مدینہ کی آبادی کے جو مختلف عناصر تھے۔ ان سب کے نمائندوں کو بلایا اور ان کے سامنے حکومت قائم کرنے کی تجویز پیش کی اس تجویز کو اکثریت نے قبول کیا لکھا ہے کہ صرف چار اوسی کنبوں نے انکار کیا۔ اس طرح ایک مملکت قائم ہوتی ہے جو ایک شہر پر بھی نہیں شہر کے کچھ حصے پر مشتمل ہونے کے باوجود علمی و تاریخی نقطہ نظر سے ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے وہ یوں کہ ایک مملکت میں حکمران اور رعایا کے جو حقوق و فرائض ہوں گے ان کو تحریری طور پر مرتب کیا گیا۔ (۳۰)

آٹھویں خطبہ 'عہد نبوی میں نظام دفاع اور غزوات' پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دفاع اور حفاظت کے فوجی انتظامات بھی فرمائے اور غیر فوجی بھی مثلاً آخر الذکر اقدامات کے ضمن میں قبائل کی تنظیم کرنا اور معاہدے کا پابند ہونا' اطراف کے قبائل سے حلیفی معاہدے کرنا ہے

تا کہ اگر دشمن مدینے پر حملہ کرنا چاہے تو براہ راست مدینے تک نہ پہنچ سکے۔ (۳۱)

نویں خطبے ' عہد نبویؐ میں نظام تعلیم ' میں فرماتے ہیں ' ایک طرف ہمیں ایسی چیزیں ملتی ہیں جن میں علم کی اہمیت بتانے کے ساتھ ساتھ اس کو حاصل کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے دوسری طرف ایسے انتظامات بھی نظر آتے ہیں جن کے باعث علم کا حصول آسان تر ہوجائے ...... جنگ بدر میں بہت سے کافر قید ہوئے۔ ان قیدیوں میں سے جن کو لکھنا پڑھنا آتا تھا۔ رسولؐ اللہ نے ان سے مال فدیہ طلب کرنے کی بجائے یہ فرمایا کہ ان میں سے ہر ہر شخص دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے تعلیم کے انتظامات کے سلسلے میں یہ واقعہ ولولہ انگیز ہے۔ (۳۲)

دسویں خطبہ ' عہد نبویؐ میں نظام تشریع و عدلیہ ' میں فرماتے ہیں عہد نبویؐ کے اس ابتدائی زمانے میں صفر سے شروع ہو کر اسلامی محکمہ قانون سازی اور اسلامی محکمہ عدل گستری کس طرح وجود میں آئے اور کس طرح بعد کی ضرورتوں کو وہ پورا کرتے ہیں جب کہ اسلامی مملکت ایک شہر کے ایک جز میں پائی جانے والی مملکت مدینہ پر ہی نہیں بلکہ تین بر اعظموں میں پھیل جاتی ہے۔ (۳۳)

گیارہویں خطبہ ' عہد نبویؐ میں نظام مالیہ و تقویم ' کے حوالے سے ایک جگہ فرماتے ہیں 'اسلام سے پہلے کے مذہبوں میں سرکاری آمدنی کے ذرائع یعنی کن کن چیزوں پر ٹیکس لیا جائے' اس کی تفصیل تو ہمیں ملتی ہے مثلاً تورات وغیرہ میں لیکن کن کن مدات پر خرچ کیا جائے اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ وہ بالکل حکمران کی صوابدید پر ہوتا ہے کہ اس ٹیکس کو وہ جس طرح چاہے خرچ کرے اور عام طور پر حکمران اپنی ذات پر اور اپنی فضول خرچی و عیاشی پر خرچ کیا کرتے تھے۔ (۳۴)

بارہویں خطبہ میں 'عہد نبویؐ میں تبلیغ اسلام اور غیر مسلموں سے برتاؤ ' پر اظہار خیال کیا ہے۔ ایک جگہ دعوت نبویؐ کے امتیازات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس سے پہلے کے انبیاء کی زندگی میں ان کے ہاتھوں پر ایمان قبول کرنے والوں کی تعداد کا ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی سے مقابلہ کریں تو یہاں بھی آپ کو غیر معمولی فوقیت نظر آتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق انجیل میں جو تفصیلات ملتی ہیں ان سے اندازہ کیا جاسکتا ہے زیادہ سے زیادہ تیس چالیس آدمی ایمان لائے ہوں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی قوم بنی اسرائیل کے لوگ جن کی تعداد بائبل کے مطابق پانچ لاکھ تھی اس کا ساتھ دے رہی تھی لیکن خود غرضی کے تحت کہ فرعون کے ظلم سے نجات پائیں ...... اس کے برخلاف حضور اکرمؐ کے ہاتھ پر جو لوگ مسلمان ہوئے ان کی تعداد لاکھوں

تک پہنچتی ہے حجۃ الوداع جو وفات سے، تین مہینے پہلے کا واقعہ ہے ہمارے مورخین لکھتے ہیں کہ اس وقت میدان عرفات میں ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی جمع ہوگئے تھے۔ (۳۵)

خطبات بہاولپور کے امتیازات و خصائص:

خطبات بہاولپور کا بغور مطالعہ کرنے سے مندرجہ ذیل امتیازات اور خصائص سامنے آتے ہیں۔

۱۔ برجستہ خطبات :

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے مذکورہ خطبات برجستہ اور فی البدیہہ تھے اس سے جہاں ایک عالم کے بے مثال استحضار کا اندازہ ہوتا ہے وہیں ان کی اسلامی مصادر پر گہری نظر اور اسلامی تاریخ سے واقفیت کا پتہ چلتا ہے نیز اس سے قرون اولیٰ کے حافظہ کی یاد تازہ ہوتی ہے پروفیسر عبدالقیوم قریشی لکھتے ہیں:
علمی مجالس میں عموماً خاص اہتمام سے لکھے ہوئے خطبات پیش کئے جاتے ہیں لیکن مذکورہ خطبات قطعی برجستہ و بے ساختہ تھے حتیٰ کہ فاضل مقرر نے کبھی کوئی کاغذ کا پرزہ تک بھی تحریری اشارے یا حوالے کے طور پر استعمال نہیں کیا البتہ ہم نے ان خطبات کو دوران ارشاد ٹیپ پر ریکارڈ کر لیا اور جب ارباب ذوق نے ان کی طباعت و اشاعت پر اصرار کیا تو یہ صدابند خطبات ٹیپ سے بڑی جانفشانی کے ساتھ تحریر میں منتقل کئے گئے۔ (۳۶)

اگرچہ بعض اہل علم اسے ڈاکٹر حمید اللہؒ کی دیگر تصانیف سے کم تر درجہ دیتے ہیں اور بعض تو محض یہ کہہ کر زبانی ہیں ان کی افادیت اور قدروقیمت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ خطبات ڈاکٹر حمید اللہؒ کے علم، تحقیق اور تجربہ کا نچوڑ ہیں اور پھر ان خطبات پر فاضل مقرر کی نظر ثانی اور آخر میں دیگر مآخذ اور اشاریہ کی فہرست نے اس کو وقیع بنا دیا ہے۔ اور کسی بھی طرح اس کا درجہ دیگر تصانیف سے کم نہیں ہے۔

۲۔ اسلامی نظام حیات کی تصویر کشی:

ڈاکٹر حمید اللہؒ نے خطبات میں اسلام کی تعلیمات اس قدر دلنشین اور جامع انداز میں بیان کی ہیں۔ کہ اس سے اسلام کی بطور نظام حیات اور دین کی ایک جامع تصویر سامنے آجاتی ہے اور اسلام ایک متحرک اور عملی صورت میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ اسلام کے بارے میں بعض لوگوں کے ذہنوں میں جو افراط اور تفریط پائی جاتی ہے اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اگر خطبات کے عنوانات کا بنظر عمیق جائزہ لیں تو اس میں ایک طرف خالصتاً دینی عقائد و علوم نظر آتے ہیں تو دوسری طرف اسلام کے روحانی، عمرانی، سیاسی، عدالتی اور معاشی پہلوؤں کی مکمل تصویر بھی ملتی ہے۔ عنوانات کے ان انتخاب و تنوع نے

خطبات کا پایہ علمی حلقوں میں بلند کر دیا ہے۔ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی کے بقول اگر کوئی شخص اسلام کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے تو یہ خطبات کفایت کریں گے۔

۳۔ سادہ و عام فہم اسلوب:

خطبات بہاولپور کا عمومی اسلوب بیان ان کی شخصیت کی طرح سادہ اور ہر قسم کے تکلفات و تصنع سے پاک ہے اور شاید ان کی تقریر و تحریر کا یہی بے ساختہ پن ہے جو قاری کے دل و دماغ میں اتر جاتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالقیوم قریشی خطبات بہاولپور کے تعارف میں رقمطراز ہیں 'مذکورہ خطبات میں روایتی فن خطابت کی لفاظی کا کہیں شائبہ تک نہیں، کیونکہ جذباتی لب و لہجہ یا مبالغہ آرائی ڈاکٹر صاحب جیسے سنجیدہ اور کہنہ مشق محقق کے شایان نہیں۔ آپ نے واقعات و حقائق کو نہایت محتاط الفاظ اور سلجھے ہوئے انداز میں بیان کیا ہے ...... آپ کے خطبات سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کہ اگر خلوص و صداقت سے کوئی چیز پیش کی جائے تو سادگی بیان کے باوجود حقائق کے نور سے دل و دماغ منور و مجلّا ہو جاتے ہیں۔ (۳۷)

حدیث نبویؐ کی وضاحت ایک مثال سے یوں کرتے ہیں " فرض کیجئے کہ ایک سفیر کسی بادشاہ کی طرف سے دوسرے بادشاہ کے پاس ایک خط لے کر جاتا ہے ظاہر ہے کہ خط میں زیادہ تفصیل نہیں ہوں گی لیکن جس مسئلے کے لئے سفیر بھیجا جاتا ہے اس مسئلے پر جب گفتگو ہوگی تو سفیر کا بیان کیا ہوا ہر ہر لفظ بھیجنے والے بادشاہ ہی کا پیغام سمجھا جائے گا۔ اس مثال کے بیان کرنے سے میرا منشا یہ ہے کہ حقیقت میں حدیث اور قرآن ایک ہی چیز ہیں دونوں کا درجہ بالکل مساوی ہے۔ (۳۸)

۴۔ سوال و جواب کا اہتمام:

کسی بھی موضوع کی تفہیم کے لئے سوال و جواب کا طریقہ نہایت موثر ثابت ہوتا ہے اب تک جتنے بھی خطبات منصۂ شہود پر آئے ہیں ان میں بالعموم سوال و جواب کا اہتمام نہیں ملتا۔ اگر بالفرض کچھ سوالات ہوں بھی تو انہیں خطبات میں شامل کرنے کا رجحان نہیں ہے۔ تاہم خطبات بہاولپور کا یہ امتیاز ہے کہ ہر خطبے کے آخر میں سوال و جواب کا اہتمام نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف کے الفاظ میں 'سوالات کی ایک خاص تعداد جمع ہوتی ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ میری تقریر کو توجہ کے ساتھ سنا گیا ہے۔ (۳۹) یہ سوالات جو سامعین کی طرف سے اٹھائے گئے ہیں نہ صرف موضوع سے متعلق ہیں بلکہ بعض موضوع کے علاوہ بھی ہیں تاہم ڈاکٹر موصوف نے ان کا بھی انتہائی سنجیدگی اور عالمانہ شان کے ساتھ جواب دیا ہے۔ اس طرح بعض سوالات کے جوابات غیر معمولی طویل اور بعض کے مختصر ہیں

غیر مسلموں کے ساتھ مثالی رواداری کے باوجود مرتد کو واجب القتل قرار دینے کے جواب میں فرماتے ہیں ’ اس بارے میں میرا شخصی ردّعمل یہ ہے کہ مرتد کو سزائے موت دین کے سلسلے میں نہیں دی جاتی بلکہ اسے ایک سیاسی غداری کی سزا دی جاتی ہے۔ دنیا کی کوئی حکومت غداری کرنے والے کو معاف نہیں کرتی اسلام میں چونکہ سیاست اور دین میں کوئی دوئی نہیں اس لئے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ محض دین سے انحراف کی سزا ہے۔ ہم کسی کو اسلام میں داخل ہونے اور اسلامی امت کا رکن بننے کے لئے جبر نہیں کرتے لیکن جب وہ مسلمان ہونے کے بعد اس اجتماعی نظام سے بغاوت کرتا ہے تو اس کو دنیا کے عام سیاسی قواعد اور سیاسی ضرورتوں کے تحت غداری کی سزا بھی دی جائے گی‘۔ (۴۰)

اس سوال کے جواب میں کہ حضور پاک ﷺ غیب جانتے تھے یا نہیں؟ فرماتے ہیں مجھے شخصی طور پر تو اس کا علم نہیں لیکن مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ غیب کی جس چیز سے اللہ پیغمبر کو واقف کراتا ہے وہ جانتے تھے جو غیب کی چیز اللہ اپنے لئے مخصوص رکھتا ہے اس کو جاننا پیغمبر کے لئے بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔ (۴۱)

بعض سوالات بہت دلچسپ اور منفرد نظر آتے ہیں مثلاً:

☆ حضور اکرمؐ کسی غیر مسلم کو مسلمان کرتے وقت کیا پڑھاتے تھے؟

☆ آنحضور اکرمؐ کے دور میں انشورنس کا نظام رائج تھا؟

☆ انگوٹھا چومنا جائز ہے یا نہیں؟

☆ کیا ہم مسلمان ٹیلی ویژن دیکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے۔

بعض سوالات کے جوابات مرحمت فرماتے وقت ڈاکٹر موصوف یہ صراحت کر دیتے تھے کہ یہ ان کی ذاتی اور شخصی رائے ہے یا اس سے اختلاف ممکن ہے۔ کئی جگہ پر ایسے الفاظ ملتے ہیں کہ شخصی طور پر مجھے اس سے اتفاق نہیں ، یہ میری ذاتی رائے ہے ، میرے نزدیک یکسانیت پیدا کرنے اور اصرار محض بے کار ہے وغیرہ وغیرہ۔

۵۔تقابلی مطالعہ:

خطبات بہاولپور میں ڈاکٹر حمید اللہؒ کا اسلوب استدلال تقابلی مطالعہ پر مبنی ہے اس طریقے سے جہاں حقیقت اچھی طرح مبرھن ہو جاتی ہے وہاں دلچسپی بھی برقرار رہتی ہے پروفیسر عبدالقیوم قریشی رقمطراز ہیں ’ڈاکٹر صاحب السنہ الشرقیہ یعنی اردو، فارسی، عربی اور ترکی کے علاوہ انگریزی، فرانسیسی، جرمن،

اطالوی وغیرہ زبانوں پر عبور رکھتے ہیں اس وجہ سے آپ کا مطالعہ بہت وسیع ہے چنانچہ مختلف اقوام و ادیان کے تاریخی اور تقابلی مطالعے کی بدولت آپ کے مقالات اور تصانیف کا علمی و تحقیقی مرتبہ نہایت بلند ہے'۔ (۴۲)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں ' فاضل مقرر نے اپنے تحقیقی مطالعے کی بدولت ہر موضوع پر اس طرح روشنی ڈالی ہے کہ دین اسلام اور اس کے اجتماعی نظام کا ایک واضح تصور ذہن پر چھا جاتا ہے اس ضمن میں تقابل ادیان کا پہلو بھی نہایت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس سے دیگر مذاہب و ملل کے تاریخی پس منظر میں اسلام اور اسلامی ثقافت کی عظمت پوری آب و تاب سے جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ (۴۳) یہاں پر دو مثالوں کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

پہلے خطبے میں جہاں آپ نے قرآن مجید کی تاریخی اور استنادی حیثیت بیان کی ہے اور تدوین کی تاریخ بتائی ہے۔ وہاں دیگر آسمانی کتب اور صحیفوں پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے مثلاً آدم، شیث، نوح اور ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے ' توراۃ اور انجیل کی تاریخ ' اس طرح اوستا اور پرانوں کا ذکر' اس کے ساتھ ساتھ آپ نے ان صحیفوں اور کتب کی موجودہ حالت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: کوئی دو لاکھ اختلافی روایات ملتی ہیں جبکہ قرآن مجید کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ نسخوں میں کہیں کہیں کتابت کی غلطیاں تو ملتی ہیں لیکن اختلاف روایت ایک بھی نہیں۔ (۴۴)

اسلام کے قانون بین الممالک پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلام سے پہلے کی مختلف مملکتوں اور ریاستوں کے قوانین پر تفصیلاً بحث کی ہے۔ اس ضمن میں یونانی شہری مملکتیں' رومیوں کی شہری ریاستیں، مکہ کی شہری ریاست میں قانون پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے۔ (۴۵)

۶۔علمی تواضع و انکسار:

ڈاکٹر حمید اللہؒ تواضع، انکساری اور حلم کا پیکر تھے آپ کے اخلاق و کردار میں یہ صفت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان صفات کا اظہار خطبات کے اسلوب میں جابجا ملتا ہے مثلاً امید ہے کہ آپ میری تقریروں اور کوتاہیوں کو جو جوابات کے متعلق اور اپنی ساری گذشتہ تقریروں کے متعلق مجھ سے ہوئی ہیں معاف فرمائیں گے کیونکہ انسان معصومیت کا دعویٰ نہیں کرسکتا اگر مجھ میں کوئی قابلیت ، کوئی خصوصیت ہے تو یہی کہ میں اپنی تقصیروں کو ماننے کے لئے ہمیشہ آمادہ ہوں (۴۶) آج کے نام نہاد علمی دور کا یہ بھی المیہ ہے کہ جہالت و لاعلمی کے باوجود اپنی رائے پر اصرار کیا جاتا ہے۔ مذکورہ خطبات سے یہ بات بھی عیاں ہے انہیں جس چیز کا علم نہ ہوتا برملا اظہار حقیقت کر دیتے اور کسی قسم

کی کوئی ندامت محسوس نہ کرتے مثلاً کئی مقامات پر جملہ ملتا ہے' مجھے اس کا علم نہیں' اسی طرح ساز کے بارے میں جواب دیتے ہوئے فرمایا: باقی رہے ساز' میری موسیقی دانی کا یہ عالم ہے کہ مجھے علم نہیں ساز کسے کہتے ہیں'۔ (۴۷)

۷۔ بنیادی مآخذ سے استشہاد:

اگرچہ مذکورہ خطبات برجستہ تھے مگر ڈاکٹر حمید اللہؒ کے اسلوب اور تحقیق کا یہ کمال ہے کہ ان کے پیش نظر اسلامی مصادر و علوم کے اساسی مآخذ پیش نظر رہے ہیں۔ بعض مقامات پر انہوں نے مآخذ ذکر کئے اور بعض مقامات پر ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ مثلاً قرآنی متون، کتب حدیث، کتب سیرت، کتب تواریخ (فقہ و اصول فقہ) وغیرہ اس سے ان کی ان مصادر میں گہری نظر اور وسیع مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر مسعود عالم قاسمی لکھتے ہیں۔

> ''ڈاکٹر حمید اللہؒ نے اسلام کے بنیادی مآخذ قرآن و حدیث، فقہ و سیرت اور صدرِ اسلامی کی تاریخ کو موضوع بنایا وہ ثانوی مآخذ پر بھروسہ کرنے کی بجائے اوّلین مآخذ اور مصادر اصلیہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسی سلسلہ میں مطبوعات ہی نہیں مخطوطات سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ مضمون کی تفہیم کے ساتھ الفاظ کی تحقیق، ان کے مآخذ، استعمال، مماثلات، رجال اور مقامات کی تحقیق کے ساتھ ایسی جزئیات کا بھی احاطہ کرتے ہیں جو نادر و نایاب اور دلچسپ معلومات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس کے ثبوت میں ان کے خطبات کے مجموعے 'خطبات بہاولپور' کو پیش کیا جا سکتا ہے''۔ (۴۸)

۸۔ مستشرقین کے اسلوب سے آگاہی:

ڈاکٹر حمید اللہؒ کی یہ بڑی خوبی ہے کہ انہوں نے جدید و قدیم پر گہری دسترس حاصل کرلی تھی۔ مستشرقین نے اسلامی علوم و تاریخ پر جو کچھ لٹریچر فراہم کیا ہے ڈاکٹر حمید اللہؒ نے نہ صرف ان کا احاطہ کیا ہے بلکہ ان کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لیا ہے۔ تاہم اس ضمن میں ڈاکٹر موصوف کا اسلوب روایتی علم الکلام پر مبنی نہیں ہے کہ ایک ایک اعتراض کا جواب دیا جائے۔ اپنے طریقہ تحقیق اور اسلوب کے بارے میں فرماتے ہیں 'میرا اصول رہا ہے کہ کسی پر اعتراض نہ کروں۔ واقعات کو اس طرح پیش کروں کہ لوگ اپنے ممکنہ اعتراض کا جواب خود ہی پالیں۔ (۴۹) اسی اسلوب کی بدولت قرآن حکیم کی استنادی حیثیت کا ذکر ہو' یا علم حدیث کی تدوین کا مسئلہ ہو یا فقہ و اصول فقہ کے ارتقاء کا ذکر ہو یا قانون بین الممالک کی بات ہو مستشرقین کو اپنے سوالوں کا جواب مل جاتا ہے اسی

اسلوب کی بنا پر مستشرقین نے اپنا پیرایہ بدل لیا ہے اور اب وہ روایتی پہلوؤں پر اعتراض کی بجائے نئے میدانوں کی تلاش میں ہیں۔

۹۔ علمی تفرّدات:

ڈاکٹر حمید اللہؒ نے خطبات میں تحقیقی استدلال اور واقعات سے اخذ و استنباط کرتے ہوئے متعدد مقامات پر ایسا موقف اختیار کیا ہے جو امت کے مسلمہ موقف سے منفرد ہے۔ پروفیسر عبدالقیوم قریشی لکھتے ہیں' فاضل مقرر کے ہر خطبے میں ایسی بہت سی باتیں ملتی ہیں جو پیشتر لوگوں کے لئے انکشاف کی حیثیت رکھتی ہیں اور جابجا ایسے نکات موجود ہیں جن سے غوروفکر کی نئی راہیں کھلتی ہیں'۔ (۵۰)

ایسے تمام نکات جو انہوں نے اخذ کئے ہیں ضروری نہیں ہیں وہ مبنی برحق ہوں یا کلیتًا غلط ہوں۔ وہ خالصتاً ان کی ذاتی اور شخصی رائے بھی ہوسکتی ہے۔ یہ اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ ان تفردات کا جائزہ لیا جائے۔ ایسے چند تفردات کی طرف اشارہ کافی ہوگا۔

۱۔ یہود میں نبیہ عورت' کا مبعوث ہونا۔

۲۔ ام ورقہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امام مقرر کرنا۔

۳۔ ڈارون کے نظریہ ارتقاء کا بانی مسلمانوں کو قرار دینا۔

۴۔ عورت کی حکمرانی کا جواز۔

۵۔ موسیقی کی اصولی ممانعت نہیں ہے۔

۶۔ خلافت کو بادشاہت کے قریب قرار دینا۔ (۵۱)

خطبات بہاولپور کا ناقدانہ جائزہ :

اگرچہ ڈاکٹر حمید اللہؒ نے خطبات میں منفرد' اچھوتے اور معلومات انگیز خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وسیع تاریخی مطالعہ کی بدولت کئی نئے گوشے اور پہلو سامنے آئے ہیں۔ کئی پہلوؤں کے اعتبار سے یہ انکشافات کا درجہ رکھتے ہیں اور بعض تفردات کو جنم دیتے ہیں جن کی طرف سطور بالا میں اشارہ کیا جا چکا ہے۔ علاوہ ازیں خطبات چونکہ باقاعدہ تصنیف نہیں ہے لہذا ان امور کا التزام نہیں کیا جاسکا جو بالعموم تصانیف میں ہوتا ہے۔ چنانچہ سب سے نمایاں کمی جو محسوس ہوتی ہے وہ یہ کہ خطبات کے حوالہ جات نہیں ہیں بعض مصادر کا بین السطور تذکرہ ہے اور بعض کی طرف محض اشارہ ہی کافی سمجھا گیا ہے اور بعض مآخذ سرے سے مذکور ہی نہیں ہیں۔ تکرار مضامین کے ساتھ ساتھ اداراتی پہلو بھی

توجہ طلب ہے۔

اگرچہ خطبات بہاولپور کے مباحث و مندرجات پر اب تک کوئی بالاستیعاب یعنی کتابی صورت میں نقد تو سامنے نہیں آیا تاہم شخصی اور ذاتی طور پر بعض اہل علم اور محققین نے ڈاکٹر موصوف کے بعض بیانات اور تفردات کا تعاقب ضرور کیا ہے اور اس سلسلے میں تنقیدی مقالات و مضامین لکھے اور اخبارات و رسائل میں طبع ہوئے جس کا تذکرہ ڈاکٹر حمید اللہؒ کے خطوط سے بنام مظہر ممتاز قریشی سے ملتا ہے۔ ایک جگہ مختصر طور پر رقمطراز ہیں۔' کافی تلاش کے باوجود اخبار جنگ کا صرف وہ نمبر (دو صفحے) ملے جن میں قرآن مجید کا عربی متن شائع ہونا چاہیے یا نہیں' کی بحث ہے کوئی اور نمبر نہیں جس میں خطبات بہاولپور کے سلسلے میں اعتراض ہوں بے بس ہوں اگر آپ کی رائے میں وہ اہم ہے تو مکرر اس پرچے کی ارسال کی زحمت دینی ہوگی'۔ (۵۲)

ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں' آپ نے اصرار کیا ہے کہ خطبات بہاولپور کے حوالے سے کوئی اعتراض کیا گیا ہے ۔ آپ ہی اس کا خلاصہ چند لفظوں میں دیں تو جواب گذار ہو سکتا ہوں۔ (۵۳)

خطبات بہاولپور کے خطبہ ۳ کے سوالات و جوابات حاشیہ میں ڈاکٹر حمید اللہؒ رقمطراز ہیں۔

۱۶ اکتوبر ۱۹۸۱ء کے پاکستان ٹائمز میں رفیع اللہ شہاب صاحب نے میرے اس بیان پر اعتراض کیا ہے۔ (۵۴)

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کا احادیث کی تدوین و اشاعت کے سلسلے میں کام واقعتاً بہت عظیم ہے اور مرحوم کا امتیازی تخصص تاریخ و آثار ہی تھا۔ جبکہ تحقیق حدیث [استنباط حدیث] میں ان کے بعض رجحانات و آراء ایسی ہیں جن سے اتفاق کرنا مشکل ہے چنانچہ تحقیق حدیث کے سلسلے میں فن حدیث کے اصول و قواعد کی پابندی کی بجائے آپ تاریخی تحقیق کے منہاج کو کافی سمجھتے تھے چنانچہ مشہور حدیث **اطلبو العلم و لو بالصین** سے تاریخی شواہد کی بنا پر اس سے استدلال کیا ہے۔ (۵۵) جبکہ محدثین مذکورہ حدیث کی صحت پر شدید طور پر کلام کرتے نظر آتے ہیں (۵۶) یہی وجہ ہے بعض اہل علم آپ کی حدیث دانی' پر سخت معترض ہیں اور آپ کی مؤرخانہ حیثیت کے ہی قائل ہیں۔

''ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی لکھتے ہیں:

'بہرحال ڈاکٹر حمید اللہؒ کا ان معاملات [تفردات] میں اپنا انداز فکر ہے جس کو سب جانتے ہیں جہاں تک عورتوں کا معاملہ ہے تو انہوں نے عہد نبویؐ کے ایک واقعہ کی بنا پر مخصوص حالات میں عورت کی نماز میں امامت کی اجازت بھی دی ہے اور اس کو انہوں نے ایک

> حافظ قرآنی صحابیہ ام ورقہؓ کے حوالے سے اپنی کتاب خطبات بہاولپور میں لکھا ہے اور جب پانچ برس قبل ۱۹۹۲ء میں وہ پاکستان آئے تو اس موقع پر یہاں ان کی ایسی بعض تصریحات پر بہت لے دے بھی ہوئی تھی'' ۔ (۵۷)

چنانچہ 'امامۃ النساء' کے مسئلے پر ایک حدیث کی بنیاد پر ڈاکٹر حمید اللہؒ نے جو موقف اختیار کیا ہے اس پر بہت طویل بحثیں ہوئیں اور فریقین نے اپنے اپنے دلائل دیئے حضرت ام ورقہ کے امام قرار دینے کی بحث کے دوران ڈاکٹر موصوف اور ڈاکٹر احمد حسن کے درمیان خط و کتابت بھی ہوئی اور اپنے ایک مقالے میں تفصیل سے بحث کی ہے (۵۸) اسی مسئلے پر فضل حسین بن محمد نے بھی ڈاکٹر موصوف سے اختلاف کرتے ہوئے مقالہ تحریر کیا ہے اور اپنی کتاب میں بھی نقل کیا ہے۔ (۵۹)

ماہنامہ محدث کے مدیر اعلیٰ رقمطراز ہیں:

> فتویٰ و اجتہاد میں ڈاکٹر صاحب کی بعض آراء میں تفرد پایا جاتا ہے مثلاً ابو داؤد کی حدیث ام ورقہ سے ڈاکٹر صاحب نے جو نماز میں عورت کے لئے مردوں کی امامت کا فتویٰ کشید کیا تھا۔ اس سے نازک مسئلہ میں علمائے امت کے متفقہ موقف کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے تھے مزید برآں آنحضرت کی چار سے زائد شادیاں کرنے کی خصوصیت کے بارے میں یہی ڈاکٹر صاحب کا موقف کمزور رہا ہے۔ (۶۰)

ڈاکٹر حمید اللہؒ کے ان اختلافی نقطہ ہائے نظر سے دو باتوں کی طرف نشاندہی ہوتی ہے۔ اوّل یہ کہ پاکستان و ہندوستان کے تمام جرائد و رسائل ان کی نظر میں رہتے تھے اور جہاں بھی ان کے موقف پر کوئی نقد ہوتا تو اس کی توضیح کرتے۔ دوسرے ڈاکٹر مرحوم کی یہ بہت بڑی خوبی تھی کہ وہ دلائل کی روشنی میں غلطی کا اعتراف کر لینے میں بھی محققانہ جرأت کے حامل تھے۔ (۶۱)

خطبات بہاول پور : ارباب فکر و نظر کے لئے نئے زاویے :

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کی تصانیف میں خطبات بہاولپور کا مقام بلحاظ اسلوب' تنوع اور استدلال نہایت بلند ہے۔ نقطہ نظر میں پختگی اور استدلال میں گہرائی ہے اور اس کا منفرد اور تحقیقی اسلوب ارباب فکرونظر کے لئے کئی نئے پہلوؤں کی نشاندہی کرتا ہے۔ چند گوشوں کا تذکرہ ناگزیر ہوگا۔

۱۔ خطبات بہاولپور میں ڈاکٹر حمید اللہؒ نے جو انفرادی نقطہ نظر اختیار کیا ہے اور بعض پہلوؤں پر انکشافات کئے ہیں۔ ان تفردات کا تحقیقی جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ دیکھا جائے کہ ان استنباطات کے مآخذ کیا ہیں اور کس درجے کے ہیں نیز ان کی بنیادیں اور نتائج کیا ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر حمید اللہؒ نے دوران خطبات کئی نئے مآخذ اور مخطوطات کی نشاندہی کی ہے ان کا کھوج لگانے اور موضوع تحقیق بنانے کی ضرورت ہے۔

۳۔ چونکہ یہ خطبات برجستہ اور فی البدیہہ ہیں اور باقاعدہ تصنیف نہیں یہی وجہ ہے کہ حوالہ جات کا پہلو تشنہ طلب ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان خطبات کی تخریج کا اہتمام کیا جائے۔ بہت مناسب ہوگا کہ اس کو باقاعدہ علمی منصوبہ کے طور پر ادارہ تحقیقات اسلامی ، اسلام آباد اپنے منصوبوں میں شامل کرے خطبات کی تخریج و حواشی کے ساتھ طباعت سے اس کا حسن دو چند ہوگا۔ (۶۲)

۴۔ ڈاکٹر حمید اللہؒ نے دوران گفتگو کئی نئے علمی پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا ہے اور علم و تحقیق کے نئے گوشوں کی نشاندہی کی ہے۔ جامعات اور علوم اسلامیہ کے محققین کو چاہیے کہ انہیں اپنے منصوبوں میں شامل کریں۔

۵۔ خطبات جس طرح اسلام کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں اور اسلام کے تعارف اور نظام ہائے حیات پر بنیادی معلومات مہیا کرتے ہیں ضرورت اس امر کی ہے دیگر زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

۶۔ ان خطبات کو بنیاد بناتے ہوئے اہل علم و نظر مزید خطبات اور فکر کے نئے زاویے پیش کر سکتے ہیں۔ جس طرح ڈاکٹر محمود احمد غازی نے خطبات بہاولپور (۲) دیئے ہیں۔ (۶۳)

مقالہ کے آخر میں ڈاکٹر نثار احمد فاروقی کا یہ اقتباس 'خلاصہ' کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

''خطبات بہاولپور پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کا مطالعہ کتنا وسیع ہے۔ فکر کتنی سلیم ہے' اسلوب کتنا روشن اور دلنشین ہے۔ یہ کتاب تاریخ اسلام اور شریعت اسلام کے ایک اسکالر' یا استاد یا طالب علم یا اوسط درجے کے تعلیم یافتہ عام مسلمانوں کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔ اس نوعیت کی اتنی مفید اور ایسی دلچسپ دوسری کوئی کتاب اردو تو کیا میں عربی' فارسی اور انگریزی زبانوں کے حوالے سے بھی پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ ان زبانوں میں بھی نہیں ہے''۔ (۶۴)

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ابن منظور' لسان العرب' مادہ خطب' داراحیاء التراث العربی بیروت۔ ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء، ۱۳۵/۴ نیز دیکھئے : اردو دائرہ معارف اسلامیہ دانش گاہ پنجاب لاہور' ۹۵۴/۸، ۹۵۵ بذیل مادہ خطبہ

۲۔ دیکھئے: کتاب مقدس' انجیل متی ۲/۵' ۳

۳۔ دیکھئے: Hume, R.E., The Thirteen Principal Upanishad: London, 1921

۴۔ دیکھئے: ظہور احمد اظہر، ڈاکٹر فصاحت نبویؐ، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور' ۱۹۸۸ء

۵۔ دیکھئے: جرجی زیدان ، تاریخ آداب اللغتہ العربیۃ ، ۱۶۲/۱' الموجز فی الادب العرلی و تاریخہ ، طبع دارالمعارف لبنان ۱۹۶۶ء؛ / ابی جاحظ ، کتاب البیان و التبین ؛ ابن عبدالربہ ، العقد الفرید

۶۔ اردو ترجمہ دیکھئے: اسلامی کلچر، محمد ایوب منیر (مترجم) مکتبہ تعمیر انسانیت ، لاہور۔

۷۔ ندوی، سید سلیمان، خطبات مدراس ، مجلس نشریات اسلام، کراچی۔

۸۔ سید نذیر نیازی (مترجم) تشکیل جدید الہیات اسلامیہ ' بزم اقبال کلب روڈ لاہور ۲۰۰۰ء ، پہلی اشاعت میں چھ خطبات تھے تاہم مترجم کے مطابق ایک خطبہ کا بعد میں اضافہ ہوا ہے چنانچہ اب مذکورہ مجموعہ سات خطبات پر مشتمل ہے۔

۹۔ قاسمی، محمد مسعود عالم، ڈاکٹر، ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ اور اسلامی علوم کی تحقیق و تدوین ، سہ ماہی تحقیقات اسلامی ، علی گڑھ جنوری -- مارچ ۲۰۰۳ء ص ۱۱۰

۱۰۔ جاوید اقبال ، ڈاکٹر' اپنا گریباں چاک (خود نوشت سوانح) ' سنگ میل پبلی کیشنز ، لاہور ۲۰۰۳ء ص ۱۱۲

۱۱۔ ندوی، رضوان علی سید ، ڈاکٹر، تحقیقات و تاثرات (مقالات و مضامین) ادارہ علم وفن ، کراچی

۱۲۔ مکتوب پروفیسر حمید احمد خان بنام ڈاکٹر حمید اللہؒ بتاریخ ۹ ستمبر ۱۹۶۶ء (اصل خط شعبہ اردو دائرہ اسلامیہ میں محفوظ ہے)

۱۳۔ مکتوب ڈاکٹر حمید اللہؒ بنام وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور (اصل خط شعبہ میں محفوظ ہے)

۱۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی علمی خدمات کے لئے دیکھئے: ڈاکٹر محمود الحسن عارف ، پنجاب یونیورسٹی کی عظیم تصنیف ...... اردو دائرہ معارف اسلامیہ اور ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ سہ ماہی مجلّہ قافلہ ادب اسلامی' المجلد ۴' عدد ۱' ۲' ص ۵۱۴

۱۵۔ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کو اسلامی دستور سازی میں مدد دینے کے لئے مجلس تعلیمات اسلامی کے رکن کی حیثیت سے دو سال کراچی میں کام کیا۔

۱۶۔ محمد حمید اللہؒ ، خطبات بہاول پور ، اشاعت سوم، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد ۱۹۹۰ء
(ص ۱۲' ۱۳ تعارف طبع اوّل)

۱۷۔ دیکھئے: خطبات بہاولپور ، اشاعت اوّل ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور' ۱۴۰۱ھ۔ خطبات کے آغاز میں یہ الفاظ مرقوم ہیں ، یہ تالیف اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے مجلّہ مفکر کی اشاعت خاص تصور ہوگی ، تاہم اس اشاعت کی قابل ذکر بات

یہ بھی ہے کہ صفحہ آخر پر خطبات کے عنوانات کی جو فہرست دی گئی ہے اس میں چھٹا خطبہ سیرۃ النبیؐ ، تحریر کیا گیا ہے۔ جس سے خطبات کی تعداد تیرہ ہو جاتی ہے۔ حالانکہ خطبات کی تعداد بارہ ہے تیرہ نہیں جبکہ مذکورہ خطبہ نہیں ہے۔

۱۸۔ دیکھئے: خطبات بہاولپور ، حوالہ مذکور، پیش لفظ مولف برائے اشاعت سوم، رجب ۱۴۰۵ھ پاریس

۱۹۔ ایضاً ، تعارف طبع رابع، ۲۶ رمضان المبارک ، ۱۴۰۸ھ

۲۰۔ دیکھئے: خطبات بہاولپور ، اسلامک بک فاؤنڈیشن ، نئی دھلی ، ۱۹۹۷ء

۲۱۔ Dr. Afzal Iqbal, The Emergence of Islam , Islamic Research Institute , Islamabad, 1993

۲۲۔ خطبات بہاولپور ، خطبہ تاریخ قرآن مجید ، حوالہ مذکور ، ص ۱۷

۲۳۔ خطبات بہاولپور، خطبہ تاریخ حدیث شریف ، ص ۵۶ ، ۵۷

۲۴۔ خطبات بہاولپور، تاریخ فقہ ، ص ۸۷

۲۵۔ خطبات بہاولپور، تاریخ اصول فقہ و اجتہاد ، ص ۱۱۸

۲۶۔ خطبات بہاولپور، اسلامی قانون بین المما لک ، ص ۱۵۲

۲۷۔ خطبات بہاولپور، ص ۱۷۸

۲۸۔ خطبات بہاولپور، دین (عقائد، عبادات، تصوف) ، ص ۱۸۷

۲۹۔ خطبات بہاولپور، عہد نبویؐ میں مملکت اور نظم ونسق ، ص ۲۲۹

۳۰۔ خطبات بہاولپور، ص ۲۳۶

۳۱۔ خطبات بہاولپور، عہد نبویؐ میں نظام دفاع اور غزوات ، ص ۲۵۸

۳۲۔ خطبات بہاولپور، عہد نبویؐ میں نظام تعلیم ، ص ۳۰۷

۳۳۔ خطبات بہاولپور، عہد نبویؐ میں نظام تشریع و عدلیہ ، ص ۳۳۵

۳۴۔ خطبات بہاولپور، عہد نبویؐ میں نظام مالیہ وتقویم ، ص ۳۶۹

۳۵۔ خطبات بہاولپور، عہد نبویؐ میں تبلیغ اسلام اور غیر مسلموں سے برتاؤ ' ص ۴۱۴

۳۶۔ خطبات بہاولپور، تعارف طبع اوّل ، ص ۲۱

۳۷۔ خطبات بہاولپور، ص ۲۱

۳۸۔ خطبات بہاولپور، تاریخ حدیث شریف ، ص ۴۱ -- ۴۲

۳۹۔ خطبات بہاولپور، تاریخ قرآن مجید ، ص ۲۱

۴۰۔ خطبات بہاولپور ، ص ۴۲۲

۴۱۔ خطبات بہاولپور ، ص ۳۵۶

۴۲۔ خطبات بہاولپور' تعارف طبع اوّل ، ص ۱۷

۴۳۔خطبات بہاولپور' تعارف طبع اوّل ، ص ۱۹

۴۴۔خطبات بہاولپور' تاریخ قرآن مجید ، ص ۱۹ — ۲۰

۴۵۔خطبات بہاولپور' اسلامی قانون بین الممالک ص ۱۵۲ — ۱۶۰

۴۶۔خطبات بہاولپور ، حوالہ مذکور ، ص ۴۱۷

۴۷۔خطبات بہاولپور' ص ۳۱۷

۴۸۔ قاسمی ، مسعود عالم ، ڈاکٹر ، ڈاکٹر حمید اللہؒ اور اسلامی علوم کی تحقیق و تدوین ، حوالہ مذکور ، ص ۹۹

۴۹۔ خطبات بہاولپور ، ص ۴۸۱

۵۰۔ خطبات بہاولپور' تعارف طبع اوّل ، ص ۱۹

۵۱۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو خطبات بہاولپور ، حوالہ مذکور ، ص ۳۱ ، ۳۵ ، ۲۱۶ ، ۴۲۰ ، ۲۵۴ نیز ملاحظہ ہو: قاری محمد طاہر ، ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ کے چند تفردات، سہ ماہی ' قافلہ ادب اسلامی المجلد ۴، العدد ۱ ، ۲ ، رابطہ ادب الاسلامی العالمیہ پاکستان

۵۲۔ مکتوب ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ بنام مظہر ممتاز قریشی ، نمبر ۹۴ ، بتاریخ ۲۳/۱/۱۹۹۳ء اورئینٹل کالج میگزین ، جامعہ پنجاب لاہور ، ص ۲۱۱

۵۳۔ایضاً ، مکتوب نمبر ۱۱۷ ، ۱۱/۵/۱۹۹۷ء ، ص ۲۲۵

۵۴۔خطبات بہاولپور ، ص ۱۱۳ ، نیز دیکھئے: مکتوب ڈاکٹر حمید اللہؒ بنام مظہر ممتاز قریشی نمبر ۱۲۰ اورئینٹل کالج میگزین ، جامعہ پنجاب لاہور' ۲۰۰۲ء

۵۵۔ دیکھئے: خطبہ ۹ ، عہد نبویؐ میں نظام تعلیم ، ص ۲۹۵ نیز ملاحظہ ہو محمد حمید اللہؒ حدیث **اطلبوا العلم و لو باالصین** کے اسانید کی تحقیق ، ماہنامہ محدث لاہور ، جلد ۱۹ ، عدد ۱ ، ۲ ، محرم الحرام ۱۴۰۹ھ ، ص ۹۰ — ۹۳

۵۶۔ اس بحث پر تفصیل کے لئے دیکھئے: جناب غازی عزیز' **اطلبوا العلم و لو باالصین** کی تحقیق ، ماہنامہ محدث لاہور ، جلد ۱۸ ، عدد ۱۰ ، جون ۱۹۸۸ء ، ص ۴۱ — ۶۰ نیز یہی مضمون قسط ثانی ، جلد ۱۸ ، عدد ۱۱ ، ۱۲ جولائی ۱۹۸۸ء ، ص ۵۲ — ۶۴

۵۷۔ ندوی ، رضوان علی سید ، تحقیقات و تاثرات ، حوالہ مذکور ، ص ۴۹۳

۵۸۔ دیکھئے: احمد حسن، ڈاکٹر ، عورت کی نماز میں امامت ، فکر و نظر ، اسلام آباد، جلد ۲۶ ، ستمبر ۱۹۸۸ء نیز دیکھئے: حمید اللہؒ ، کیا عورت مردوں کی امام بن سکتی ہے؟ ماہنامہ الشریعۃ گوجرانوالہ، اگست ۱۹۹۲ء ، ص ۲۵ — ۲۷ ؛ وہی مضمون ، جنوری ۱۹۹۳ء ، ص ۲۷ — ۲۸

۵۹۔ دیکھئے: فضل حسین بن محمد ، عورت کی سربراہی کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ، انجمن اہل حدیث ریلوے روڈ لاہور ، ۱۹۹۰ء ، ص ۳۴ — ۳۵

۶۰۔ خورشید احمد ، پروفیسر ، ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ ، ماہنامہ محدث لاہور فروری ۲۰۰۳ء ، جلد ۳۵ ، شمارہ ۲ (حاشیہ) ص ۷۲ نیز دیکھئے: ریحانی ، عبدالرحیم ۔ ازواج مطہرات کی مسلمہ حیثیت (ڈاکٹر محمدحمیداللہؒ کا تعاقب) ماہنامہ الشریعۃ

گوجرانوالہ ، اکتوبر ۱۹۹۰ء ، ص ۱۲ -- ۱۷

۶۱۔ دیکھئے: محمد حمید اللہؒ ، ایک غلطی کی تصحیح ، ماہنامہ الشریعۃ گوجرانوالہ ، جنوری ۱۹۹۱ء ، ص ۴۱

۶۲۔ اگرچہ ۱۹۹۴ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے ایم فل کی سطح پر طلباء و طالبات سے بعض خطبات کی تخریج کا کام کرایا تھا تاہم اس کو منظم طور پر کرنے کی ضرورت ہے ، حال ہی میں شعبہ علوم اسلامیہ میں ایم اے کی سطح پر ایک عنوان 'خطبات بہاول پور کے پہلے دو خطبوں کی تخریج منظور ہوا ہے۔

۶۳۔ دیکھئے: ڈاکٹر محمود احمد غازی، خطبات بہاولپور (۲) اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ، ۱۹۹۷ء

۶۴۔ خطبات بہاولپور ، اسلامک بک فاؤنڈیشن دھلی ، ۱۹۹۷ء ، ص ۳ (پیش لفظ)

☆......☆......☆......☆......☆